اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بڑھتے جانا اور پھر اس سے مغفرت کی امید رکھنا غرور کرنے میں شامل ہے۔ (سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ)

دل بدل جائیں گے!

جناب محمد راشد

انسان کی ذہنی وفکری تربیت میں کتاب اور تعلیمی ماحول کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ کتاب کے ذریعے مصنف اپنے قاری تک اپنے نظریات اور افکار منتقل کر رہا ہوتا ہے۔ یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ کسی کتاب کے پڑھنے میں کیا حرج اور نقصان ہے؟ حالانکہ یہ بات خلافِ حقیقت ہے۔ ہر کتاب ہر ایک کے پڑھنے کے لیے نہیں ہوا کرتی، بالخصوص ایک مسلمان کو بدعقیدہ اور غیر مسلم مصنفین کی کتب پڑھنے سے بالکل گریز کرنا چاہیے جو مذہب کے خلاف مواد پر مشتمل ہوں، ورنہ انسان کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور وہ لاشعوری طور پر دین سے برگشتہ ہو چکا ہوتا ہے اور وہ اپنے تئیں یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں درست لائن کی طرف جا رہا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی دین میں مضبوط شخصیت جب آپ ﷺ کی مجلس میں توراۃ پڑھنے لگے تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور غصے سے سرخ ہو گیا، تو کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے متصلّب فی الدین کو توراۃ جیسی آسمانی کتاب سے کوئی فکری ونظری نقصان ہو سکتا تھا؟ لیکن پیغمبر ﷺ کی ناگواری ملاحظہ فرما کر فوراً پڑھنا چھوڑ دیا، تو باقی کسی کا کیا منہ ہے کہ جو جی میں آئے وہ پڑھنے لگے؟!

آج میڈیا کا دور ہے، لٹریچر کی بھرمار اور انٹرنیٹ پر ہر طرح کی معلومات کی یلغار ہے۔ ہر شخص شعوری و لاشعوری طور پر ان معلومات کو حاصل کر رہا ہے اور ہر مفکر اور ہر پروفیسر کی گفتگو اپنی مذہبی تعلیمات میں دینی پختگی کے بغیر قلب و دماغ میں بٹھا رہا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان دین میں کئی طرح کے اشکالات کا شکار ہو کر دین کی حقیقی شکل سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی بعض اسلام دشمن دانشوروں کی کتب پڑھ کر ایسے لوگ دین سے بھی بغاوت پر اتر آتے ہیں۔ نماز، روزہ و دیگر احکام انہیں ڈھکوسلا نظر آتے ہیں اور وہ کسی قدیم خیال مولوی کو تو منہ بھی نہیں لگاتے کہ یہ تو بنیاد پرست اور دقیانوس ہے۔ جدید مفکرین اور دانشور اُن کے افکار وتصورات کا محور بن جاتے ہیں، حالانکہ ایسے دانشور فی الاصل خود صراطِ مستقیم پر گامزن نہیں ہوتے تو پھر دوسروں کی کیا رہبری

''ضلالت مطالعہ کے راستہ سے پائی، ہدایت بھی بحمد اللہ اس کی راہ سے نصیب ہوئی۔''

اس کا پس منظر آپ بیتی، ص: ۲۴۸ پر ملاحظہ ہو:

''اس کے بعد مطالعہ مذہبی و نیم مذہبی قسم کے فلسفیوں کا شروع ہوگیا تو کچھ تبدیلی آنی شروع ہوئی، اس دور کی ابھی ابتداء ہی تھی کہ مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرۃ النبی ﷺ کی جلد اول پریس سے باہر آ گئی، کتاب شبلی کے قلم سے تھی، موضوع کچھ بھی سہی، کیسے نہ اس کو شوق کے ہاتھوں سے کھولتا اور اشتیاق کی آنکھوں سے پڑھتا، کھولی اور جب تک اول سے آخر تک پڑھ نہ لی دم نہ لیا۔ (آپ بیتی، ص: ۲۴۸)

۱۹۱۹ء کا آخر تھا، اپنے ایک عزیز سید ممتاز احمد بانسوی لکھنوی کے پاس مثنوی رومی کے چھ دفتر کانپور کے بہت صاف، روشن اور خوش نما چھپے ہوئے دکھائی دیئے۔ کتاب شروع کرنے کی دیر تھی کہ یہ معلوم ہوا کہ کسی نے جادو کر دیا، کتاب اب چھوڑنا چاہوں تو بھی کتاب مجھے نہیں چھوڑ رہی ہے، خیر اسلام سے بعدِ مسافت اب روز بروز کم ہو رہا تھا۔'' (آپ بیتی، ص: ۲۵۲)

) دوستی کی اہمیت

حدیث شریف کا مفہوم ہے: ''انسان اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے، پس ہر شخص دیکھ لے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔'' تو حضرت دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ضلالت سے ہدایت کی طرف آنے میں ان کے قریبی دوستوں کا بھی بہت عمل دخل تھا۔

حضرت دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی آپ بیتی میں خود اعتراف فرماتے ہیں کہ: میرے دورِ الحاد سے راہ ہدایت کی طرف آنے میں میرے کالج کے ساتھی ڈاکٹر محمد حفیظ سید، نامور ظریف شاعر حضرت اکبر الہ آبادیؒ، رہنمائے ملک مولانا محمد علیؒ اور مولانا عبد الباری ندویؒ کا خصوصی کردار رہے۔

والدین سے گزارش

یہاں پر معزز والدین کی خدمت میں گزارش ہے کہ خدارا! اپنے بچوں کی دینی تربیت کا خاص خیال رکھیں کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں؟ کیا دیکھ رہے ہیں؟ ان کا ذوقِ نظارہ وشوقِ مطالعہ کا رخ کس طرف ہے؟ ان کی مجلس کس قسم کے لوگوں کے ساتھ ہے؟ فحش لٹریچر، گندی، مخرب اخلاق کتب بالخصوص بدعقیدہ لوگوں کی کتب سے خود کو اور اپنے اہل وعیال کو محفوظ رکھیں۔ اپنے اکابر کی ہر موضوع پر کتب دستیاب ہیں جن کے مطالعہ سے نہ صرف علم **M** ہے، بلکہ عمل کا شوق بھی پروان چڑھتا ہے۔ اگر ہم نے بچوں کی طرف سے غفلت برتی تو پھر خدانخواستہ وہ حال نہ ہو جائے جیسے ایک صاحب اپنے بچے کو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آئے کہ ''حضرت! اُسے نصیحت کریں، یہ نماز نہیں پڑھتا، حضرت نے اسے نصیحت کی کہ بیٹا نماز پڑھا کرو، بچے نے کہا: کس کی نماز؟

حضرتؒ نے فرمایا کہ: یہ اللہ کا حکم ہے، تو بچہ کہنے لگا: میں تو اللہ کو بھی نہیں مانتا۔ (معاذ اللہ) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے والد سے کہا: آپ اپنے بیٹے کو نمازی بنانے آئے ہیں، اسے پہلے مسلمان تو بنائیں۔‘‘ ایک مسلمان بچہ ایسی گفتگو کیوں کر رہا تھا؟ اس سوچ کے پیچھے مخصوص تعلیمی ماحول اور لٹریچر کا عمل دخل کارفرما ہوتا ہے، جیسے ہمارے ایک ٹیچر نے ایک حدیث پر اعتراض کیا، خیر اس کے اعتراض کا رخ مولویوں کی طرف تھا کہ ان مولویوں نے جنت کو بھی عریانی کی جگہ بنا دیا ہے، ان کا اشارہ اس حدیث شریف کی طرف تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ’’جنتیوں کو جو حور ملے گی وہ ستر جوڑے پہنے ہوئے ہوگی، ان ستر جوڑوں کے اندر جنتی کو اس کا جسم نظر آئے گا اور اس کے جسم میں سے اس حور کا دل نظر آئے گا اور اس حور کے دل میں جنتی کو اپنی محبت نظر آئی گی۔‘‘ تو ان کو یہ منظر کشی عریانی نظر آئی، حالانکہ وہ حور اس جنتی کی اپنی ہوگی، کوئی نامحرم تو نہیں ہوگی کہ وہ حور کے کپڑوں کے اندر اس کا جسم نظر آنے کو عریانی پر محمول کرنے لگے۔ دراصل غیروں کی کتابوں کے مطالعے کے اثراتِ بد کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ انسان ہر ایک پر تنقید کرنا اپنا حق سمجھنے لگ جاتا ہے، پھر ان کی تنقید کی نشتر زنی قرآن وحدیث تک بھی آ پہنچتی ہے، جس کے بعد گمراہی اور الحاد کے دروازے کھلنے لگ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین!

دعوت فکر

متذکرہ بالا حقائق کے پیش نظر ہم اپنے اور اپنے بچوں کے تعلیمی ماحول اور ان کی کتب بینی پر خصوصی توجہ دیں۔ ان کے اور اپنے شوقِ مطالعہ کا صحیح رخ متعین کریں، ورنہ بقول اکبر مرحوم:

دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے کے بعد